اس کتاب میں حسب ذیل ابواب ہیں :-

باب اوّل ۔ جزیرہ نمائے عرب کے مکمل حالات اور خصوصیات از ص ۱ تا ص ۱۵۸ ،

باب دوم ۔ شمالی جزیرۃ العرب حجاز، نجد، احساء، عسیر ص ۱۶۱ تا ص ۲۵۸

باب سوم ۔ جنوبی جزیرۃ العرب اور مشرقی ریاستیں (یمن، عدن، عمان، قطر بحرین، کویت از ص ۲۵۹ تا ص ۳۰۱ ، آخر میں ماخذ ابواب فرہنگ بھی شامل ہے اسکے علاوہ اس کتاب میں ہر ملک کا جائے وقوع، رقبہ و آبادی تاریخی و عمومی حالات، کاروبار، آمدنی، مشہور مقامات، موسم و پیداوار، ثقافتی گوشے اقوام و قبائل (دور اوّل میلاد مسیح تک، دور ثانی و ثالث، اس کے بعد ثقافت و تمدن خصوصاً مضافات مکہ و مدینہ کے تفصیلی حالات، راستے اور مقامات کا تذکرہ، یہ کتاب ہر ایک کے پڑھنے کے قابل ہے

قیمت مجلد مع گرد پوش ——— قیمت پانچ روپے

ملنے کا پتہ

مکتبہ اسلام ۳۷، گوئن روڈ لکھنؤ

ماہنامہ رضوان لکھنؤ

ملکیت و دیگر تفصیلات کے متعلق وزارت اطلاعات و نشریات کا مطلوبہ بیان

FORM IV

SEE RULE — 8

(۱) مقام اشاعت ... لکھنؤ

(۲) وقفہ اشاعت ... ماہانہ

(۳) پرنٹر، پبلشر، اڈیٹر، پروپرائٹر ... محمد ثانی حسنی

(۴) قومیت ... ہندستانی

(۵) پتہ ... ۳۷، گوئن روڈ ۔ لکھنؤ

میں (محمد ثانی حسنی) بذریعہ تحریر ہذا اعلان کرتا ہوں کہ مندرجہ بالا تفصیلات میرے علم و اعتماد کی حد تک صحیح ہیں

دستخط پبلشر محمد ثانی حسنی

محمد ثانی حسنی انڈیٹر اور پروپرائٹر نے تمنی پریس لکھنؤ [illegible]

وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَر

ماہنامہ

رضوان

لکھنؤ

مارچ

اسلام خواتین کا دینی ترجمان

سالانہ تین روپے - فی پرچہ ۳۰ نئے پیسے

مدیر
مدثانی حسنی

معاون
امۃ اللہ تسنیم

دفتر ماہنامہ رضوان گوئن روڈ لکھنؤ

RIZWAN Lucknow Regd. No. A 197

ہماری

چند اہم کتابیں

زادِ سفر، مترجمہ امۃ اللہ تسنیم، مقدمہ علامہ سید سلیمان ندوی رح۔ امام نووی شارح صحیح مسلم کی مقبول کتاب ریاض الصالحین کا سلیس اور عام فہم ترجمہ، جس میں وہ صحیح روایات ہیں جن کا تعلق فضائل اعمال اخلاق اصلاح و تہذیب اور زندگی کے روزمرہ کے احکام و مسائل سے ہے۔ یہ کتاب بہترین دینی مصلح اور مربی و مرشد کا کام کرتی ہے۔ ہر عنوان کے نیچے پہلے قرآن مجید کی آیات کا ترجمہ پھر احادیث ہیں ـــــ مکمل مجلد آٹھ روپے

حسنِ معاشرت مصنفہ والدۂ ماجدہ سید ابوالحسن علی صاحب ندوی۔ مسلمان لڑکیوں کیلئے ایک ایسی کتاب جس میں دینی ہدایات کیساتھ میکہ سے سسرال تک کے تمام امور خانہ داری سلیقہ شعاری ذہن مہمان کے سارے طریقے بتائے گئے ہیں۔ قیمت ۶۲ پیسے

ہمارے حضور بچوں کیلئے اپنے طرز پر ایک نئی آسان اور مفید کتاب جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کو بڑے اچھے پیرایہ میں بیان کیا گیا ہے جو بچوں کے نصاب میں داخل کرنے کے لائق ہے۔ یہ کتاب امۃ اللہ تسنیم صاحبہ ایڈیٹر رضوان کی قصص الانبیاء کا آخری حصہ ہے قیمت سلکر روپیہ پچاس پیسے

ملنے کا پتہ

مکتبہ اسلام - گوئن روڈ، لکھنؤ

طبع نیشنل دہلی آرٹ پریس دہلی میں چھپا

ہر انگریزی مہینہ کی ۲۵ ر تاریخ کو شائع ہونیوالا

ماہنامہ رضوان لکھنؤ

مسلمان خواتین کا دینی ترجمان

جلد ۷	مارچ سنہ ۱۹۶۳ء مطابق شوال سنہ ۱۳۸۲ھ	نمبر ۳

اگر اس دائرہ میں ◯ سُرخ نشان ہے تو

اس کا مطلب یہ ہے کہ آپکا سال خریداری ختم ہو چکا، براہ کرم آئندہ سال کیلئے زرِ چندہ زیادہ سے زیادہ بیس تاریخ تک روانہ کر دیجئے، ورنہ اپنی رائے سے مطلع کیجئے اگر آپ ایسا نہ کرینگے تو آئندہ شمارہ وی پی سے ارسال ہوگا جسمیں آپکے ۸۰ نئے پیسے لگیں گے

سالانہ چندہ

ہندستان میں ..... تین روپیہ — ممالک غیر بحری ڈاک ۔ ۶ شلنگ

پاکستان میں ... تین روپیہ چھپن نئے پیسے — ممالک غیر ہوائی ڈاک ۔ ۱۰ شلنگ

پاکستان میں ترسیل زر کا پتہ

ادارۂ نشر و اشاعت اسلامیات متصل خیر المدارس ملتان (مغربی پاکستان)

(۱) جن صاحب کو کسی ماہ کی ۶ ر تاریخ تک پرچہ نہ ملے وہ خریداری نمبر کے حوالہ سے مطلع فرمائیں ورنہ تعمیل مطلوبہ میں تاخیر ہوگی۔

(۲) پاکستانی حضرات ترسیل زر کے علاوہ جملہ خط و کتابت مع حوالہ نمبر خریداری پتہ ذیل کریں۔

نوٹ :- ایجنٹ حضرات براہ راست گفتگو کریں۔

دفتر

ماہنامہ "رضوان" ۳۷ ۔ گوئن روڈ ۔ لکھنؤ

فہرست

(۱)	ہماری بات	مدیر ۳
(۲)	تعلیمات قرآن	مولانا محمد منظور نعمانی ۵
(۳)	رسول اللہؐ نے فرمایا	آمنہ اللہ تسنیم ۷
(۴)	درود و سلام (نعت)	ناہید دردانہ ۹
(۵)	پچاس سال پہلے	محترمہ خیر النساء صاحبہ بمبئی ۱۰
(۶)	حسن انتخاب	استاذ عبد القادر (شام) ۱۵
(۷)	لوری (نظم)	حضرت شفیق جونپوری ۲۱
(۸)	نوید مسرت	طاہرہ بیگم ۲۲
(۹)	رحمت مجسم	نصرت انجم ۲۵
(۱۰)	ماں کی دعا	وامق خلیل ۲۸
(۱۱)	حضرت عثمانؓ کے اقوال	سائرہ پروین ۳۱
(۱۲)	بری بخت جگر (نظم)	خضر حسین ۳۲
(۱۳)	حجرۂ نبوی	محمد راجح ندوی ۳۳
(۱۴)	حمیت نام ہے جس کا	"ایشیا" لاہور ۳۵
(۱۵)	ذائقہ	۳۷

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہماری بات

رضوان کا یہ شمارہ آپ کے سامنے ہے اور آپ عید کی خوشی اور مبارکباد کے پیغام ایک دوسرے کو دے رہے ہوں گے، عزیزوں، دوستوں، بہنوں، اور سہیلیوں کو دعائیں دی جا رہی ہوں گی۔ ہم بھی اس مبارک اور پرمسرت موقع پر آپ کو عید کی مبارک باد دیتے ہیں، ادارۂ "رضوان" کی دعا ہے کہ یہ پرمسرت دن آپ کی زندگی میں بار بار آئے اور حقیقی مسرت اور روحانی سکون لیکر آئے۔

لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہ پرمسرت دن انہیں کے لئے اور حقیقی خوشی منانے کا حق انہیں کو ہے جو رمضان المبارک کی صحیح قدر و قیمت پہچانیں، اس عید کے دن کا تعلق درحقیقت رمضان ہی سے ہے اور انہیں بندوں اور بندیوں کو سچی خوشی ہوتی ہے جو رمضان مبارک کے رحمت و برکت والے شب و روز عبادت و تلاوت اور رضائے الٰہی میں گزارتے ہیں اور دن رات ایک کر دیتے ہیں اور زیادہ سے زیادہ کمائی کی کوشش کرتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ماہ کے جو فضائل بتائے ہیں وہ ہم کو، آپ کو سب کو معلوم ہیں۔ اسی طرح اس ماہ مبارک میں ناقدری اور غفلت سے زندگی گزارنے والوں کے خلاف جو تنبیہ کی گئی ہے وہ بھی سب جانتے ہیں، جو رحمتیں، برکتیں، نوازشیں خدائے عزوجل کی جانب سے موسلا دھار بارش کی طرح بندوں پر اترتی ہیں

اور ہر ایک مسلمان کو متاثر کرتی رہتی ہیں وہ بھی پوشیدہ نہیں۔ اعلان ہوتا رہتا ہے کہ اے بھلائی چاہنے والے آگے آ۔ اور اے برائی کے خواہشمند پیچھے ہٹ، ان تمام خوشخبریوں، تنبیہ اور توجہ الٰہی کے بعد جو شخص رمضان کی قدر نہ کرے وہ کتنا بے نصیب ہے اور جو اسکا حق ادا کرے وہ کتنا خوش نصیب ہے۔ رمضان آیا بھی اور گیا بھی کمانے والوں نے کمایا اور کھونے والوں نے کھویا، مبارک ہیں وہ لوگ جنھوں نے زیادہ سے زیادہ کمائی کی، یہ عید انھیں کے لئے ہے وہ جتنا بھی خوش ہوں کم ہے لیکن ایسے بابرکت نصیب والے لوگوں کو اگر ایک طرف عید کی خوشی ہوگی اور وہ اس میں خدا کا شکر ادا کر رہے ہوں گے اور صاف کپڑے پہن کر اور جن کو خدا نے دیا ہے وہ نئے کپڑے پہن کر، خوشبو لگا کر دوگانہ ادا کر کے مطمئن ہوں گے تو دوسری طرف ان کو برکتوں والے مہینہ کے جانے کا رنج و ملال بھی ہوگا، انھوں نے خوشی و غم کے ملے جلے جذبات سے عید کا استقبال اور رمضان مبارک کو رخصت کیا ہوگا، انکی زبان پر یہ الفاظ ہوں گے اے اللہ اس ماہ کو ہماری زندگی میں بار بار لا اور اس کا حق ادا کرنے کی توفیق دے ان کو ایک خلا محسوس ہوا ہوگا اور نور و برکت کے جانے سے وہ مغموم ہونگے دوسری طرف عید کا چاند دیکھ کر ان کی زبان پر یہ الفاظ ہوں گے۔ اے اللہ اس چاند کو امن و سلامتی اور ایمان و اسلام کے ساتھ نمودار فرما۔ آیئے ہم آپ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ عید کی حقیقی مسرت ہم سب کو نصیب فرمائے۔ آمین۔

مولانا محمد منظور نعمانی

تعلیمات قرآن

اللہ ہی توکل اور آسرا لگانے کے قابل ہے

هُوَ مَوْلٰنَا وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ (توبہ، ع ۷)

وہ اللہ ہمارا کارساز اور آقا ہے اور بس اسی اللہ پر ایمان والوں کو بھروسہ کرنا چاہیئے۔

سورۂ حج میں فرمایا:-

وَاعْتَصِمُوْا بِاللّٰهِ هُوَ مَوْلٰكُمْ فَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ (حج، ع ۸)

اور بس اللہ کا سہارا مضبوطی سے پکڑ لو وہی تمہارا کارساز ہے اور جس کا کارساز اللہ ہوا تو کیا ہی اچھا کارساز اور کیا ہی اچھا مددگار ہے۔

سورۂ مزمل میں فرمایا:-

رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيْلًا (مزمل ع ۱)

وہ مشرق و مغرب کا مالک ہے وہی معبود برحق ہے، اسکے سوا کوئی عبادت اور بندگی کے لائق نہیں، لہذا اسی کو اپنا کارساز بنالو اور حاجت اور ضرورت میں اسی کی طرف رجوع کرو۔

وہی حاکم ہے اور اسی کا حکم واجب العمل ہے

اَفَغَيْرَ اللّٰهِ اَبْتَغِيْ حَكَمًا وَّهُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ اِلَيْكُمُ الْكِتٰبَ

مُفَصَّلًا (انعام ع ۱۴) کیا میں اللہ کے سوا کوئی اور فیصلہ دینے والا حکم تلاش کروں۔ حالانکہ اس نے تمہاری طرف کتاب مفصل نازل کردی ہے۔

جو ناداں اللہ کے سوا بعض دوسری ہستیوں کی بنائی ہوئی باتوں کو "شریعت" بنا لیتے ہیں اور ان کی پیروی ضروری سمجھتے ہیں ان کے بارہ میں قرآن کہتا ہے اَمْ لَهُمْ شُرَكٰٓؤُا شَرَعُوْا لَهُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا لَمْ يَاْذَنْ بِهِ اللّٰهُ (شوریٰ ع ۲)

کیا اُن کے لئے اور شریک ہیں جنھوں نے ان کے واسطے وہ دین اور قانون مقرر کیا ہے جس کا حکم اللہ نے نہیں دیا۔

اللہ ہی سب سے زیادہ محبت اور خوف کے قابل ہے

فَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشَوْهُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ۔ (توبہ ع ۲)

اگر تم مومن ہو تو اللہ ہی اس کا سب سے زیادہ حقدار ہے کہ تم اُس سے ڈرو اور اسکا خوف کرو۔

ایک دوسری جگہ ارشاد ہے

فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ وَاخْشَوْنِ (مائدہ ع ۷)

تم انسانوں سے خوف نہ کھاؤ بلکہ مجھ سے اور صرف مجھ سے ڈرو۔

صرف اللہ ہی لائق حمد و ستائش ہے

وَهُوَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ لَهُ الْحَمْدُ فِي الْاُوْلٰى وَالْاٰخِرَةِ (قصص ع ۷)

اور وہی اللہ ہے، اسکے سوا کوئی عبادت اور بندگی کے لائق نہیں اور دنیا و آخرت میں صرف وہی حمد و ستائش کا سزاوار ہے۔

امۃ اللہ تسنیم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

پہچان اور بے پہچان والے کو سلام:۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بن العاص سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ اسلام میں کون سی بات بہتر ہے۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کھانا کھلانا اور سلام کرنا خواہ کسی سے پہچان ہو یا نہ ہو (بخاری۔ مسلم)

سلام فرشتوں کی سنت ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے جب آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو فرشتوں کی ایک جماعت کی طرف اشارہ کرکے فرمایا۔ جاؤ ان کو سلام کرو اور وہ جو تم کو دعا دیں اُسے غور سے سُنا کہ یہی دعا تمہاری اور تمہاری اولاد کے لئے ہوگی۔ حضرت آدم تشریف لے گئے اور کہا السلام علیکم، فرشتوں نے جواب دیا السلام علیک ورحمۃ اللہ (فرشتوں نے رحمۃ اللہ کا اضافہ کیا (بخاری)

سلام محبت کا اور محبت ایمان کا ذریعہ ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تک ایمان نہ لاؤ گے جنت میں نہیں داخل ہو سکتے اور ایمان نہیں جب تک آپس میں محبت نہ ہو اور کیا میں تم کو ایسی بات نہ بتادوں

کہ جس پر عمل کرنے سے آپس میں محبت پیدا ہو جائے، وہ یہ ہے کہ

آپس میں سلام کا رواج دو (مسلم)

سلام کی تاکید :-

حضرت ابو یوسف عبداللہؓ ابن سلام سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے اے لوگو سلام کو رائج کرو کھانا کھلاؤ، صلہ رحمی کرو، اور نماز ایسے وقت پر پڑھو جب کہ لوگ سو رہے ہوں (یعنی تہجد میں) تو جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو گے (ترمذی)

سلام میں سبقت کی فضیلت :-

حضرت ابو امامہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، وہ اللہ سے زیادہ قریب ہے جو سلام کی ابتداء کرتا ہے (ابو داؤد)

سلام کے احکام :-

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سوار پیدل کو سلام کرے اور پیدل بیٹھنے والوں کو سلام کرے اور تھوڑے بہت کو سلام کریں (بخاری مسلم)

سلام کے جواب پر کم و بیش ثواب :-

حضرت عمران بن الحصین سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور کہا السلام علیکم، آپ نے جواب دیا، پھر وہ بیٹھ گیا، آپ نے فرمایا دس (نیکی)، پھر دوسرا آدمی حاضر خدمت ہوا اور کہا السلام علیکم ورحمۃ اللہ، آپ نے سلام کا جواب دیا وہ بھی بیٹھ گیا، آپ نے فرمایا بیس، پھر تیسرا آدمی آیا اس نے کہا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، آپ نے جواب دیا وہ بھی بیٹھ گیا۔ آپ نے فرمایا تیس (ابو داؤد، ترمذی)

ناہید دردانہ خانم (ناگپور)

درود و سلام

اے مہر و لطف و کرم کے پیکر درود تم پر، سلام تم پر
اے بیکسوں، بے بسوں کے یاور، درود تم پر، سلام تم پر

تمہارے دم سے وجودِ ہستی، تمہارے باعث ہے حق پرستی
تم ہی ہو کونین کا مقدر درود تم پر، سلام تم پر

اے شاہِ خوباں، مجسم صورت، اے جانِ ایماں، بر نگِ سیرت
کوئی نہیں ہے تمہارا ہمسر، درود تم پر، سلام تم پر

سراپا قرآن ذاتِ عالی، زہے یہ اسوہ کی بے مثالی
ہو تم ہی بندوں میں سب سے بہتر، درود تم پر، سلام تم پر

تمہارا ہر قول لطف ساماں، تمہاری ہر بات ایک درماں
تمہارا ہر فعل پاک و اطہر درود تم پر، سلام تم پر

جو بحرِ عرفانِ ذاتِ باری ہے بیکراں وسعتوں میں اپنی
تم ہی ہو اس بحر کے شناور، درود تم پر، سلام تم پر

تم ہی ہو غم خوارِ نوعِ انساں، شفیقِ عالم مسیحِ دوراں
اے ساری انسانیت کے رہبر، درود تم پر، سلام تم پر

رموزِ حکمت کی جستجو میں اے شاہِ امیؐ رسولِ مدنیؐ
نگاہ اٹھتی ہے بس تم ہی پر درود تم پر، سلام تم پر

محترمہ خیر النساء حسن صاحبہ بہتر

پچاس سال پہلے

اب کی بات نہیں پچاس سال پہلے کی بات ہے مسلمان گھرانوں میں کوئی ایسا گھرانہ نہ تھا جس میں خاندان کے بزرگ اپنے چھوٹوں کی دینی تعلیم و تربیت اور حسن معاشرت کی طرف خاطر خواہ توجہ نہ دیتے ہوں، اس مبارک زمانہ میں والدین فرض جانتے تھے کہ وہ اپنے بچوں نیز خاندان کے چھوٹوں کی صحیح طور پر تعلیم و تربیت کا سامان مہیا کریں، ان کے چال و چلن عادات اطوار، نشست و برخاست اور بول چال پر کڑی نگاہیں رکھیں، پیار و محبت سے ان کی تعلیم و تربیت کریں۔

عام قاعدہ تھا کہ بی بیاں بچیوں کو بلا کر پاس بٹھاتیں، اُن سے مزے مزے کی باتیں کرتیں، نماز کی سورتیں یاد کراتیں اور رفتہ رفتہ احکام شریعت و فرائض و واجبات دین پر عمل کراتیں۔ جب اس طرف سے اطمینان ہو جاتا تو حسن معاشرت کی تعلیم دیتی تھیں، ان کی معاشرت پر ہر وقت نظر رکھتی تھیں اور ان کے ہر انداز کو دیکھتی تھیں، حالانکہ بچپنے سے ان میں کسی قسم کی آزادی و خود غرضی و بے حیائی و بد اندیشی نہیں پائی جاتی تھی جیسے اس وقت لڑکیوں میں عام طور پر پائی جاتی ہے اور اُس وقت کی حالت بھی اس وقت سے بہتر اور قابل اطمینان تھی مگر اس پر بھی

ان کا تربیت کے موقع پر خیال نہ کیا جاتا تھا۔

بچپن ہی سے شرم و حیا کے راستہ پر لگاتی تھیں، ان کی تعلیم و تربیت کا اُن پر وہ اثر ہوتا تھا کہ پھر وہ کسی دوسرے کا اثر نہ لے سکتی تھیں ان کی نشست و برخاست کے لئے ایسی جگہ تجویز کی جاتی تھی جس کے باعث تمام خرابیوں سے محفوظ رہتی تھیں، کبھی بے پردگی نہ ہو سکتی تھی، ماں یا بن جو کسی وقت جاتی تھیں تو کچھ دیر بیٹھ کر انھیں کام سکھاتی تھیں اور نشیب و فراز دکھاتی تھیں، اچھی باتوں کی ترغیب دیتیں اور بری باتوں سے نفرت دلاتی تھیں۔ ہر بُرے کام کا انجام بتا کر انھیں خوف دلاتی تھیں کہ شادی ہونے پر بھی وہ نہ جا سکتا تھا۔ حیا و شرم کو جوہر بنا کے دکھاتی تھیں اور بے حیائی کا ایسا اندیشہ پیدا کرتی تھیں جس سے وہ کانپ اُٹھتی تھیں، ان باتوں کا یہ اثر ہوتا کہ ماموں و چچا سے بھی بے تکلف نہ ہوتیں، رشتہ کے بھائیوں سے بہت احتیاط رکھتیں بلکہ پردہ کرتیں خلاف شریعت کاموں سے روکتیں سوائے قرآن و حدیث اور دینیات کے کسی کتاب پر متوجہ نہ ہونے دیتیں، صاف کہہ دیتیں کہ ان چیزوں کے علاوہ دوسری چیزوں میں وقت صرف کرنا بے کار ہے۔ غلط کتابوں کو ہاتھ میں نہ دیتیں، مجھے خود اپنا واقعہ یاد ہے کہ ایک مرتبہ میرے ہاتھ قصہ شاہ روم اور کتاب حلیمہ دائی لگ گئی۔ میں پڑھ رہی تھی کہ میرے بڑے بھائی تشریف لے آئے دیکھ کر فرمایا یہ کتابیں مت پڑھو اس کی بدولت مستند نہیں، اس کے بجائے راہ نجات اور رسالہ بد منہ پڑھو،

یہ دونوں کتابیں مسائل پر ہیں اور چونکہ یہ میرے کام کی تھیں اور ان کے ذریعہ اچھی اور بُری باتوں کا علم ہوتا تھا، اس وجہ سے ان کے پڑھنے کا حکم ہوا۔

اسی طرح عام قاعدہ تھا کہ بڑوں کو چھوٹوں کی دین داری اور نیک باتوں پر دلی مسرت ہوتی تھی۔ بڑے جب اپنے چھوٹوں کو کسی اچھی راہ پر دیکھتے تو اپنی خوشی و مسرت کا اظہار کئے بغیر نہ رہتے۔ ان کے نزدیک نیکی اور دینداری نعمت عظمیٰ جیسی ہوتی اور وہ اس پر پھولے نہ سماتے۔ میں نے جب قرآن حفظ کرنا شروع کیا تو میرے بڑے بہنوئی اور چچازاد بھائی مولوی سید خلیل الدین صاحب مرحوم بے انتہا خوش ہوئے اور انھوں نے اس خوشی میں ہر ہفتہ دعوت کرنی شروع کر دی۔ ہر ہفتہ ایک نئی دعوت کرتے اور جب میں نے پورا قرآن حفظ کر لیا تو ایک عظیم الشان دعوت کی اور بے انتہا مسرت کا اظہار کیا، جس کا یہ نتیجہ نکلا کہ خاندان کے دوسرے افراد نیز اس میں شرکت کرنے والے دوسروں کے دل میں اس کام کی قدر پیدا ہوئی اور ان کی نگاہوں میں فخر و مباہات کی بات معلوم ہوئی

یہ بات صرف میرے ساتھ مخصوص نہ تھی، یہ طرز عام گھرانوں میں رائج تھا۔ بچوں کو پہلے قرآن مع ترجمہ پڑھایا جاتا تھا، بچوں کے ہاتھوں میں عام طور پر وہ قرآن شریف ہوتے جس کے مابین السطور یا حاشیہ پر ترجمہ ہوتا اور وہ ترجمہ بھی پڑھتیں۔

اسی طرح نماز روزہ کی تاکید رکھتیں عموماً بچوں اور بچیوں کو جب پہلا

روزہ رکھایا جاتا تو اہتمام کیا جاتا۔ اس سے بچوں اور بچیوں پر ایک خاص اثر پڑتا اور اس کے ذوق و شوق میں زیادتی ہوتی لیکن آج کی طرح نہیں کہ صرف نام و نمود کے لئے کیا جاتا ہے اور بچے کی روزہ کشائی میں صرف تکلفات کئے جاتے ہیں اور اس کی دوسری بُری عادتوں کو نہیں چھڑایا جاتا نہ نماز کی تلقین کی جاتی ہے۔ یہ کوئی دینداری نہیں ہے۔ لیکن گزشتہ زمانے میں اگر روزہ کشائی میں اہتمام ہوتا تو نماز کے لئے بھی اُٹھتے بیٹھتے کہا جاتا اور اس کو پکا نمازی بنایا جاتا اور گھر کا گھر دیندار ہوتا، علم دین کا چرچا ہوتا۔ پھر اس کا یہ نتیجہ نکلتا کہ بچوں اور بچیوں میں خدا پرستی، حق شناسی پیدا ہوتی، پھر وہ خود بڑی ہو کر اپنے چھوٹوں کو اسی راہ پر لگاتیں۔

جب بچے اور بچیاں اپنے اپنے بستروں پر لیٹ جاتیں تو گھر کی بڑی بوڑھیاں ان کو بزرگوں کے دلچسپ واقعات سناتیں، صحابۂ کرام، صحابیات، مجاہدین اسلام، بزرگ خواتین کے حالات سناتیں۔ بچے یہ اچھے اچھے حالات سنتے سنتے سو جاتے، پھر جب سویرے اُٹھتے تو آنکھ کھلتے ہی ان سے کہا جاتا کہ کلمہ پڑھو۔ بچے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پڑھتے اُٹھتے اور اپنے بڑوں کو ادب سے سلام کرتے اور بڑے مسکراتے ہوئے محبت سے جواب دیتے، غرضکہ صبح سے شام، اور شام سے صبح تک خاندان کی بڑی بوڑھیاں اور بڑے بوڑھے اپنے چھوٹوں کی تعلیم و تربیت کا پورا اہتمام کرتے تھے۔

ان کو وہ علم سکھایا جاتا جو ان کی زندگی کو انمول بناتا اور ہر وقت کام آتا تھا، عورتیں تو عورتیں مرد بھی فقط کارآمد اور نفع بخش تعلیم پر توجہ دیتے اور اسی کی خاطر تکلیفیں اُٹھاتے، پھر آئندہ اپنی کوشش و تدبیر میں کامیاب ہو کر نہایت آرام و فراغت سے زندگی بسر کرتے اور دنیا میں اس وقت جو اچھائی اور بھلائی کا کام ہو رہا ہے، وہ اسی نیک تربیت اور توجہ کا نتیجہ ہے، اللہ تعالیٰ آج بھی ایسی شفیق ہستیاں نصیب فرمائے جو اپنے بچوں کے دین و دنیا دونوں کا خیال رکھیں۔

زادِ سفر

مترجمہ: امۃ اللہ تسنیم

مقدمہ: علامہ سید سلیمان ندوی رح

امام نووی شارح صحیح مسلم کی مقبول کتاب ریاض الصالحین کا سلیس اور عام فہم ترجمہ جس میں وہ صحیح روایات ہیں جن کا تعلق فضائل اعمال اخلاق اور اصلاح و تہذیب اور زندگی کے روزمرہ کے احکام و مسائل سے ہے۔ یہ کتاب بہترین دینی مصلح اور مربی و مرشد کا کام کرتی ہے ہر عنوان کے نیچے پہلے قرآن مجید کی آیات متعلقہ ترجمہ پھر احادیث ہیں

قیمت مکمل مجلد ——— ۶/۵۰

ملنے کا پتہ

مکتبہ اسلامیہ ۳۷ گوئن روڈ لکھنؤ ۶

ترجمہ: سید محمد ابتسام ندوی

استاذ عبدالقادر السبسبی (شام)

حُسنِ انتخاب

"یہ مضمون خاص نمبر کے لئے انتخاب کیا گیا تھا لیکن گنجائش نہ ہونے کی بنا پر نہ آسکا۔ اب اس شمارہ میں شائع کیا جا رہا ہے امید ہے کہ مفید ثابت ہوگا"

مدیر

ازدواجی زندگی ایک پائیدار اور منظم خاندان کی روح اور محرک ہے جس میں فرائض اور حقوق کی شناخت اور حفاظت ہوتی ہے۔ شادی ایک ایسا روحانی تعلق ہے جس سے انسان حیوانیت سے برتر ہو کر ترقی اور سکون کی منزلیں طے کرتا ہے، اور یہ نفسیاتی اور روحانی تعلق وہی اُلفت اور محبت ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے شوہر و بیوی کے دلوں کے گوشوں میں موجزن بنا دیا ہے، جس کو ہم نفسیاتی ہم آہنگی کہتے ہیں اسلامی شریعت نے ہر چیز میں دونوں کے درمیان یکتائی اور مساوات کا حکم دیا ہے، البتہ خاندان کی سرداری اور اس کے انتظامی امور کی ذمہ داری شوہر کو عطا کی گئی ہے "اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَى النِّسَاءِ"

شادی صلہ رحمی کا سبب ہے:

شادی اتنا بڑا اور گہرا تعلق ہے کہ جو دو شخصوں کو ایک دوسرے

جوڑ دیتا ہے اور وہ ایسا رشتہ ہے جس سے ہر دو بیوی و شوہر ساری مادی اور روحانی چیزوں میں ایک دوسرے کے شریک ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ :- ومن آیاتہ ان خلق لکم من انفسکم ازواجا لتسکنوا الیہا وجعل بینکم مودۃ و رحمۃ۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے ازدواجی رشتہ کو الفت و صلہ رحمی کا ذریعہ بنایا ہے ہم آہنگی ہمیشہ سے تعارف اور الفت کا سبب رہی ہے اور انسان کا نفس ہمیشہ اپنے ہم مذاق اور ہم مزاج سے میل کھاتا ہے اور اس سے تعلقات کو استوار کرتا ہے اور اس کو پائیدار بنانے کی کوشش کرتا ہے۔ اسی لئے ازدواجی تعلق کو پاکیزہ اور صحیح بنیادوں پر قائم کرنا چاہیئے تاکہ اس سے وہ روحانی تعلق پختہ اور گہرا ہو جسے سکون اور استقلال اور محبت و صلہ رحمی کہتے ہیں، اسی الفت و محبت کے نتیجہ میں حسن سلوک، پاکیزگی اور پاکدامنی و عفت رونما ہوتی ہے۔

اسی وجہ سے مناسب ہے کہ شادی سے انسان کا مقصد نسل کی حفاظت، گھر و مال کی حفاظت و انتظام ہو اور بیوی کو عقلمند، پاکدامن، باحیا، نرم دل اور خوش گفتار اور نیک کردار و اطاعت گزار ہونا چاہیئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ :-

دنیا ساری کی ساری پونجی ہے اور اس کی بہترین پونجی نیک عورت ہے" کیونکہ وہ ازدواجی زندگی کی حفاظت کرتی ہے اور اپنے شوہر کی دینی اور دنیاوی معاملات میں مدد دیتی ہے ـــــ اور فرمایا کہ :

"چار چیزیں جس کو عطا کی گئیں تو وہ دنیا اور آخرت کی بھلائیوں سے مالا مال کر دیا گیا۔ شکر کرنے والا دل، ذکر کرنے والی زبان مصیبت پر صبر کرنے والا بدن اور ایسی بیوی جو اپنے نفس اور اس کے مال کے بارے میں گناہ آلودہ نہ ہو"۔

جو شخص اس روحانی پہلو حسن اخلاق، اور نیک کردار نظر انداز کر کے مادی اور ظاہری بنیاد پر بیوی کا انتخاب کرتا ہے تو وہ اپنی زندگی کو اپنے ہاتھوں تباہی و بربادی کے دامن میں ڈال دیتا ہے، کیونکہ یہ مادی چمک دمک جلد زائل ہو جائے گی لیکن وہ روحانی قدریں زمانہ کے اُلٹ پھیر سے خوشگوار اور محبوب اور خوش آئند ہوتی جائیں گی۔

اسی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیندار عورت سے شادی کرنے کا مشورہ دیا ہے :

" عورتوں سے ان کی خوبصورتی کی وجہ سے شادی نہ کرو ہو سکتا ہے کہ ان کی خوبصورتی انھیں ہلاک کر دے۔ اور ان کی دولت کے باعث ان سے شادی نہ کرو۔ ممکن ہے کہ دولت انھیں سرکش بنا دے۔ لیکن ان کی دینداری کی بنا پر شادی کرو، اور دیندار سیاہ لونڈی افضل ہے"۔

بچے کی سب سے پہلی تربیت گاہ گھر ہے جس میں اس کی والدہ ابتدائی اسباق اس کے دل و دماغ کے گوشوں میں جاگزیں کرتی ہے اور اس بچے پر جتنا بڑا اثر اس کی والدہ کا پڑتا ہے کسی اور چیز کا نہیں پڑ سکتا ہے

کیونکہ اس کا دل بچہ کا پہلا اسکول ہوتا ہے، ساری عظیم المرتبت اور عظیم الشان شخصیتیں ... اپنی ماؤں کی عظمت و کردار کی وارث ہوتی ہیں اسی لئے والدہ کے مزاج، ذوق اور خاندانی روایات اور اس کے سلوک و کردار کا اثر بچہ کے ذہن و دماغ پر پڑتا ہے۔

اسی لئے ضروری ہے کہ بیوی اپنی ہمجنس اور ہمخیال اور ہم مذاق ہو اور اس میں علم و دینداری اس حد تک پائی جاتی ہو کہ وہ اپنے بچوں کو اس پہلی تربیت گاہ میں ایسی تربیت دے سکے کہ جس سے وہ آئندہ چل کر علم و عمل، حسن اخلاق و کردار کا عمدہ نمونہ ہو۔

مغربی اور مشرقی عورتوں کا موازنہ :-

مغربی عورت اپنے وسیع مطالعہ اور معلومات میں مشرقی عورت پر فوقیت رکھتی تھیں، لیکن اب مشرقی عورت مطالعہ، معلومات اور علم دین میں اس مرتبہ پر پہونچ چکی ہے کہ علم کی حقیقت سے اچھی طرح روشناس ہوگئی ہے اور اسکی قدر و قیمت کو پہچاننے لگی ہے اور اپنے بچوں کی صحیح علمی اصول پر تربیت کرنے کی کوشش کرتی ہے۔ اس طرح ہم غیر مشرقی عورت سے قطعی بے نیاز ہو چکے ہیں، مشرق کی سماجی زندگی نے عورتوں کی نظر میں پاکبازی اور عفت کو دائرۂ اخلاق میں پہلا درجہ دے دیا ہے، حتی کہ مرد اپنی بیوی، یا لڑکی یا کسی رشتہ کی عورت کی خیانت اور بداخلاقی پر تمنا کرتا ہے کہ کاش اس کو زمین نگل لیتی۔

بیشک یورپ میں بھی عورتوں کی عفت ایک اچھی اور پسندیدہ صفت ہے لیکن اس کی اہمیت اور قیمت جتنی مشرق میں ہے اتنی مغرب میں نہیں ہے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ مغرب نے اخلاق کو دین سے جدا کر دیا ہے اور اب اسے اس کے جوڑنے کی فکر تک نہیں ہے اور اس خلاء کو کسی دوسری چیز سے پُر بھی نہیں کر سکا لیکن مشرق نے ہمیشہ اخلاق کو دینی بنیادوں پر قائم کر رکھا ہے اور وہ اسکی تقدیس و احترام کرتا ہے۔

مشرقی خاتون یہ امتیاز رکھتی ہے کہ وہ اپنے آپ کو بچوں کی ماں اور گھر کی مالکہ تصور کرتی ہے اور جب وہ ماں بن جاتی ہے تو اسے ایک نئی زندگی اور نئی شخصیت کا نیا احساس ہوتا ہے، حالانکہ مغربی عورت زیادہ سے زیادہ اپنے کو ایک فرد خیال کرتی ہے اور ماں بننا نہیں چاہتی ہے اور اگر ماں بن جاتی ہے تو کبھی یہ نہیں چاہتی کہ اسکی اولاد کی تعداد بڑھے اور اس کا وقت بچوں میں ضائع ہو اور اسکی اپنی تفریح اور دلچسپیوں کے لئے وقت نہ بچ سکے: وہ ہمہ تن اپنی خوب صورتی اور بناؤ سنگار میں اور اسکی فکر میں پریشان اور منہمک و بوجھل رہتی ہے۔ یورپ میں بچے مامتا کی شفقت و محبت، لاڈ و پیار اور خدمت و پرورش نہیں پاتے جتنا کہ وہ مشرقی ماں سے حاصل کرتے ہیں، اس کا سبب یہ ہے کہ مغربی مرد عورت انانیت اور خود پسندی اور انفرادیت میں مبتلا ہیں، حالانکہ مشرق خاندانی رشتوں اور تعلقات میں منسلک ہے اور مغرب میں انسان کو مکمل

آزادی حاصل ہے وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے، اس لئے وہاں کے ہر مرد و عورت جس طرح چاہتے ہیں، زندگی بسر کرتے ہیں، کبھی لہو و لعب اور رقص و سرود میں اور کبھی سنجیدہ اور مہذب محفلوں میں نظر آتے ہیں ان کی کوئی روک ٹوک اور باز پرس نہیں کرتا۔ ان کے خاندان کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ ان کے معاملات میں دخل انداز ہوں، اسی بنیاد پر شوہر اپنی بیوی کے معاملات میں مداخلت نہیں کرتا، کیونکہ اسے اسکی آزادی چھیننے کا کوئی حق نہیں ہے اور نہ بیوی، شوہر کی آزادیوں میں خلل انداز ہو سکتی ہے۔

اس کے بالکل برعکس مشرق میں خاندان کے افراد ایک رشتہ اور دھاگے میں منسلک ہیں۔ ہر شخص کو اپنے والدین، بھائی، بہن، چچا، پھوپھی اور خالہ و خالو کے حقوق کا احساس اور اس سلسلہ میں اپنی اہم ذمہ داریوں کا شعور ہے، وہ خاندان کی عزت اور شرافت کو اپنی عزت سمجھتا ہے اور اس کی ذلت کو اپنی ذلت کا سبب خیال کرتا ہے۔

کلید باب رحمت از: محترمہ خیر النساء صاحبہ بیگم

نظموں میں ہر قسم کی دعائیں اور مناجاتیں۔ جن کے پڑھنے سے دل امنڈ آتا ہے ——— قیمت چھ آنے

ملنے کا پتہ

مکتبہ اسلام، ۳۷، گوئن روڈ لکھنؤ

حضرت شفیق جونپوری

لوری

جو باخدا ہو وہ بیگم تجھے بناؤنگی
کنیز فخر دو عالم تجھے بناؤنگی

جبینِ جلال کا آئینہ رخ پہ شانِ جمال
مزاج شعلہ و شبنم تجھے بناؤنگی

سنوار دیگا تجھے حسنِ پاکدامانی
میں اپنے وقت کی مریم تجھے بناؤنگی

مہک اٹھے گا غبار مزارِ حوّا کا
شمیم جنتِ آدم تجھے بناؤنگی

تری بہار سے صبح وطن بناؤنگی
خزاں سے پاک رہے وہ چمن بناؤنگی

بنے گا خونِ شہادت سے غازۂ رخسار
تجھے سنوار کے ایسی دولھن بناؤنگی

جلا دے خرمنِ باطل کو تیری برقِ نظر
تری نگاہ کو باطل شکن بناؤنگی

سنوار کر ترے ایک ایک تارِ گیسو کو
فلک شمس و قمر کی کرن بناؤنگی

تجھے جمیلہ و پاکیزہ خو بناؤنگی
صفائے آئینۂ آبرو بناؤنگی

بناؤنگی تری طفلی کو صبح نو اپنی
ترے شباب کو قومی نمو بناؤنگی

حنائے زینب و گلگونۂ رباب سے میں
تری حسین رگوں کا لہو بناؤنگی

دم نماز پے جنگ خشک وادی میں
ترے وضو کے لئے آبجو بناؤنگی

سپہر حسن کی زہرا تجھے بناؤنگی
بنا سکوں گی تو کیا کیا تجھے بناؤنگی

نہ پڑ سکے ترے رخ پر نگاہ بد میں کی
ترے ہی حسن کا پردہ تجھے بناؤنگی

بہار آئے گی گلشن میں بار بار تیرے
کہ میں شباب زلیخا تجھے بناؤنگی

کہوں گی پیار سے شہزادی وطن تجھ کو
کنیز فاطمہ زہرا تجھے بناؤنگی

طاہرہ بیگم پردیں قائمی

نوید مسرّت

عید الفطر نہ صرف یہ کہ ایک جشنِ مسرت ہے بلکہ ایک عظیم تر عبادت اور ایک بہت بڑی سماجی خدمت اور اتحاد و اتفاق کا اجتماعی مظاہرہ بھی ہے۔ عید الفطر کی اہمیت اور اس کے دور رس نتائج دوسری تمام دینی تقریبات کی طرح ایسے ہی کسی سماج میں، بخوبی محسوس ہو سکتے ہیں۔ جو ان سچے خدا پرستانہ اصولوں پر تیار ہوا ہو۔ محض خدا کی جانب سے انسان کی بھلائی کے لئے نازل کیا گیا ہو۔ تیس دن تک ان اصولوں پر سچا یقین رکھنے والے ایک باضابطہ تربیتی نظام سے وابستہ رہتے ہیں۔ گیارہ مہینوں کے معمول کے خلاف ان تیس دنوں میں ان کے کھانے پینے اور دوسری ترجیحات کی تکمیل کے اوقات میں بڑی تبدیلی پیدا ہو جاتی ہے۔ صبح صادق طلوع آفتاب سے لے کر غروب آفتاب تک بھوکے پیاسے رہتے ہیں۔ خرابیوں سے بچنے اور بھلائیوں کو اپنانے کا کہیں زیادہ اہتمام کرتے ہیں اور پھر راتوں میں بجائے آرام کے اپنے رب کو یاد کرتے رہتے ہیں۔ ان کے پہلو بستر سے نہیں لگتے اور اگر لگتے بھی ہیں تو ایک بے چینی کے عالم میں۔ ان تیس دنوں میں انھیں بھوک پیاس کی تکلیف کا پورا پورا احساس ہونے لگتا ہے۔ یہی ایک ایسا احساس ہے جو ایک بہت بڑی سماجی

خدمت کی بنیاد ہے، سماج کے وہ طبقے جو کسی معذوری یا مجبوری، یا حالات کی ناسازگاری کی وجہ سے زندگی کی ضروریات یا احتیاجات کو پورا نہیں کر سکتے۔

اس غرض کے لئے اس کی "عبادات" ایک باقاعدہ منصوبہ بندی کا پروگرام کا کام دیتی ہیں۔ ماہ صیام کے یہ تیس دن بھی اسی منصوبہ کا ایک اہم اور ضروری جزو ہیں۔ روزہ کا یہ ٹریننگ کورس جب اپنی تکمیل کو پہونچ جاتا ہے تو عید الفطر کی اجتماعی مجلس منعقد ہوتی ہے اور اس یوم تشکر میں خدا کے ساتھ سچا اور گہرا تعلق رکھنے والے اس بارگاہ میں اپنی ممنونیت کا اظہار کرتے ہیں، کہ اس نے ان کو "ماہ صیام" کے تربیتی نظام کی تکمیل میں کامیابی عطا فرمائی اور ایک بہت بڑی عبادت کے لئے سچی توفیق عنایت کی۔ تیسری طرف عید الفطر جیسا کہ اس کے نام سے ظاہر ہے یوم فطرہ ہے جس میں گزری ہوئی تیس دن کی تربیت کے مطابق اللہ کے وفادار سماج کے محتاجوں، مسکینوں، مسافروں، غریبوں، بے کسوں، بیواؤں اور یتیموں کے حقوق کی ادائیگی کے لئے مستعد ہو جاتے ہیں — وہ بھیک نہیں دیتے بلکہ "حق" ادا کرتے ہیں اس لئے ان پر اس بات کی پابندی ہے کہ وہ اس "حق" کو اپنی ضروریات کی تکمیل سے پہلے ہی ادا کریں۔ تاکہ اس جشن مسرت میں تمام لوگ شریک ہو سکیں جن کا درحقیقت ہمارے اوپر حق ہے، ورنہ ہم بھی اس جشن مسرت میں شریک ہونے کے حق دار نہیں ہیں، دراصل روزہ اور عید کے نتائج صرف وہ سچے خدا ترس ہی محسوس

کرسکتے ہیں، جو اپنے رب کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے اپنی ساری قوتوں اور صلاحیتوں کو اس "مفلوج ماحول" پر صرف کر دیتے ہیں، در اصل ان ہی کا روزہ اللہ کی بارگاہ میں قبول کیا جاتا ہے۔ ان کی عید پر زمین و آسمان کی وسعتوں سے مبارک باد کی صدا آتی ہے۔

جو لوگ اتنی استطاعت رکھتے ہوئے بھی اس حق کی ادائیگی سے چشم پوشی کرتے ہیں اور خود اس جشن مسرت میں زرق برق ملبوسات اور بہترین غذاؤں سے شکم سیر ہو کر شریک ہوتے ہیں، در اصل وہ عید کی اس روحانی مسرت سے خالی ہوتے ہیں جو اپنے بے کس بھائیوں اور بہنوں کے ساتھ ان کی خوشی میں خوش ہو کر عید نہیں مناتے، عید کا چاند ان کے لئے نوید مسرت بن کے نہیں طلوع ہوتا بلکہ تازیانۂ عبرت بن کر آتا ہے، ان کی خوشی جھوٹی خوشی ہوتی ہے، سچی اور روح پرور مسرت ان ہی کو حاصل ہوتی ہے جو رمضان المبارک کے لیل و نہار، عبادت تلاوت اور غریبوں کے ساتھ حسن سلوک میں گزارتے ہیں۔

حسن معاشرت از: محترمہ خیر النساء صاحبہ حیدر

مسلمان لڑکیوں اور عورتوں کیلئے مفید ترین کتاب جس میں میکہ سے لے کر سسرال تک کام آنیوالی باتیں، حقوق و فرائض خانہ داری، تربیت اولاد کے متعلق تجربات و ہدایات مندرج ہیں۔ قیمت ۱۰/-

ملنے کا پتہ: مکتبہ اسلام، ۳۷، گوئن روڈ - لکھنؤ

نصرت انجم
(مغربی پاکستان)

رحمت مجسم

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سارے جہانوں کے لئے رحمت بن کر تشریف لائے، جیسا کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝ یعنی اے محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے آپ کو سب جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ حضرت مولانا حالی رحمۃ اللہ علیہ مسدس حالی میں کیا خوب فرماتے ہیں۔

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا — مرادیں غریبوں کی بر لانے والا
وہ اپنے پرائے کا غم کھانے والا — مصیبت میں غیروں کے کام آنے والا
ضعیفوں کا ملجا غریبوں کا ماوےٰ
یتیموں کا والی، غلاموں کا مولےٰ

خطا کار سے درگزر کرنے والا — بد اندیش کے دل میں گھر کرنے والا
مفاسد کا زیر و زبر کرنے والا — قبائل کا شیر و شکر کرنے والا
اتر کر حرا سے سوئے قوم آیا
اور اک نسخۂ کیمیا ساتھ لایا

وہ رحمۃ للعالمین جن کی نگاہ میں رومی، یونانی، مصری اور سوڈانی سب برابر رہے، جن کے دربار میں بلال حبشیؓ، ... ...

سلمان فارسی اور صہیب رومی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم سب پہلو بہ پہلو ایک ہی صف میں تھے، وہ رحمۃ للعالمین جس کے غلاموں کے جوتوں کی صف میں بیٹھ کر یمن کے بادشاہ نے فخر کیا، جس نے انسانی خون کی قدر و قیمت مقرر فرمائی، جس نے تمام دنیا کی طرف امن اور محبت کا ہاتھ بڑھایا۔ جس نے غلاموں اور عورتوں کے حقوق مقرر کیے۔

اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں تشریف نہ لاتے تو دنیا شرک اور گمراہی کا مرکز بن کر رہ جاتی۔

جنگ بدر کے وہ قیدی جنھوں نے پورے تیرہ (۱۳) سال مسلمانوں کا خون بہایا۔ جب بارگاہ رسالت میں پیش کیے گئے تو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کی تکلیف دیکھ کر بے چین ہو گئے رات کے وقت یہی بندھے ہوئے قیدی جب کراہ رہے تھے تو حضورؐ ان کے کراہنے کی آواز سن کر اپنے بستر مبارک پر کروٹیں لیتے تھے۔ حضور نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو نیند نہیں آتی تھی۔ ایک انصاری صحابیؓ نے دریافت کیا کہ حضور اس طرح بے چین کیوں ہیں؟ حضورؐ نے فرمایا کہ عباس کے کراہنے کی آواز آ رہی ہے (حضرت عباسؓ حضورؐ کے چچا تھے جو جنگ بدر میں عام قیدیوں کے ساتھ قید ہو کر حضورؐ کی خدمت میں آئے ہوئے تھے) مذکورہ انصاری نے چپکے سے جا کر حضرت عباس کے بند ڈھیلے کر دئے، تھوڑی دیر بعد حضورؐ نے انصاری صحابی سے پوچھا کہ اب کراہنے کی آواز کیوں نہیں آتی؟ انصاری نے

عرض کی کہ میں نے عباس کے بند ڈھیلے کر دئے ہیں۔ حضورؐ نے فرمایا کہ سب قیدیوں کے بند ڈھیلے کر دئے جائیں تاکہ سب کے ساتھ ایک جیسا سلوک رہے۔ چنانچہ سب قیدیوں کے بند ڈھیلے کر دئے گئے اور سارے کے سارے آرام سے سو گئے۔ یہ تھی ہمدردی اس رحمۃ للعالمین کی جس نے دشمنوں کو بھی اپنا گرویدہ بنا لیا تھا۔

طائف میں تبلیغ کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر اس قدر پتھر برسائے جاتے کہ آپ کا جسم لہولہان ہو جاتا لیکن حضورؐ نے بد دعا کے بجائے اہل طائف کو یہ دعا دی ؎

الٰہی ابر رحمت بھیج طائف کے مکینوں پر
الٰہی پھول برسا پتھروں والی زمینوں پر

میری بہنو! خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے ہم گنہگاروں کو حضورؐ کی اُمت میں شریک کیا۔ حضورؐ نے اپنی امت کے لئے بہت تکلیفیں برداشت کیں اور اپنی امت کے لئے ہمیشہ دعائیں فرماتے رہتے۔ ہمیں بھی چاہیئے کہ حضورؐ کی تابعداری اختیار کریں اور حضورؐ کے نقش قدم پر چل کر سچی اُمتی بنیں جس طرح حضورؐ نے دین اسلام کی تبلیغ میں مصیبتیں برداشت کیں اسی طرح ہم بھی دین پر اپنے مال و جان قربان کرنے والی بنیں۔

دعا کریں کہ اللہ کریم اس رمضان المبارک کی فضیلتوں کے صدقے ہم سب کے دلوں کو حضورؐ کی محبت سے روشن فرمائیں۔ آمین ثم آمین۔

واصف خلیل

ماں کی دُعا

رات کا پچھلا پہر تھا، دنیا کی ہر چیز پُرسکون تھی، کبھی چوکیدار کی آواز کانوں سے ٹکراتی ہوئی نکل جاتی تھی۔ قریب ایک بہت سے ایک درد بھری نسوانی آواز آرہی تھی۔ جس میں بلا کا درد و اثر تھا۔ ایک عورت بڑے کرب اور بے چینی کے ساتھ اپنے مالک کے آگے ہاتھ پھیلائے دُعا مانگ رہی تھی:۔

اے میرے مالک! جس کے قبضۂ قدرت میں سب کچھ ہے، جس کو چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ذلیل کرتا ہے۔ جس کو چاہتا ہے بادشاہت کا تاج پہنا دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے در در کی ٹھوکریں نصیب کرتا ہے۔ اے وہ مالک جس کے ہاتھ ہدایت ضلالت دونوں ہیں، چاہے تو ہدایت دے اور چاہے تو گمراہ کردے۔ میں تیری ایک ناچیز اور گنہگار بندی ہوں، تو نے مجھ پر بے انتہا احسانات کئے، کسی ایک احسان کا بھی بدلہ دینا چاہوں تو نہیں دے سکتی، تیری نعمتوں کو گننا چاہوں تو گن نہیں سکتی۔ اے پاک مولیٰ میری زندگی کا ٹھیک نہیں تو جب چاہے بُلالے میں تیار ہوں مگر بیکسوں اور بے بسوں کے سہارا رحمت و مغفرت کی بارش کرنے والے، ماں باپ سے زیادہ شفیق، میری

ایک التجا ہے سُن لے۔ اے اللہ مجھ کو ایمان کی دولت عطا فرما، میں فقیر و بے نوا ہوں، تیرے سوا کوئی میرا نہیں، دنیا میں سب ہیں بھائی ہیں۔ شوہر ہے اولاد ہے مگر یہ صرف دنیا میں کام آنے والے ہیں۔ قیامت میں کوئی کام نہ آئے گا۔ میری یہ سب سے بڑی خواہش ہے کہ میں جب اس دنیا سے رخصت ہوں تو ایمان کی حالت میں۔

اے اللہ! تو ہی رحمت کے پردے میں میرے گناہوں کو چھپالے ان کو زائل کردے، دوزخ کی آگ سے مجھ کو بچا، اے اللہ! میری بے قراری و آہ و زاری کی لاج رکھ لے، تو نے اگر نہ نبھایا تو میرا کہیں ٹھکانا نہیں۔ اے رؤف و رحیم! میرے ان آنسوؤں پر جو صرف تیرے خوف سے بہہ رہے ہیں رحم فرما۔

اے میرے مالک مجھ کو نہ دولت کی ضرورت ہے نہ عزت و جاہ کی حاجت، نہ کسی کی خدمت مطلوب ہے۔ صرف رضا اور تیری رضا چاہتی ہوں۔

اے دونوں جہان کے مالک میری اولاد ہے۔ ہر ماں اپنی اولاد کو دل و جان سے چاہتی ہے اور میں نے بھی خون جگر سے ان کو پروان چڑھایا ہے، ان کے آرام کو اپنے آرام پر ترجیح دیتی ہوں لیکن میں ان کو دنیا میں امیر ترین نہیں دیکھنا چاہتی میں صرف یہ نہیں دیکھنا چاہتی کہ یہ دنیا کی عزت و جاہ کے اعتبار سے اعلیٰ مراتب پر فائز ہوں۔ میں تو یہ چاہتی ہوں کہ تو ان کو نیک اطوار بنا، ان کو ایمان کی دولت سے نواز دے یہ زندہ رہیں، پھولیں پھلیں مگر تیرے بن کر، اور تیرے دین کے پرستار ہو کر۔

بارالٰہا! میں جب ان کی ایک انگلی جلتی ہوئی دیکھ نہیں سکتی تو کیسے
میری مامتا یہ برداشت کرسکتی ہے کہ یہ دو نرخ کی ہولناک آگ میں جلیں
جب میں ان کے کپڑوں اور چہرے کو غبار آلود دیکھنا گوارا نہیں کرسکتی
تو کیسے قیامت میں ان کو مغموم اور متفکر دیکھ سکتی ہوں۔

اے میرے رحیم و کریم مولیٰ! ہمارے ان معصوم بچوں پر رحم
فرما، ان کو اپنے نیک بندوں میں کر، ان کو دنیا کی ذلتوں سے بھی بچا،
اور آخرت کے عذاب سے بھی محفوظ رکھ۔

اے اللہ! میں دنیا کے سارے فتنوں، آزمائشوں اور تکلیفوں سے حفاظت
مانگتی ہوں ان بچوں کو اپنی حفاظت میں رکھ، ان کو علم و دین کی دولت سے نواز، یہ
تیرے بندے ہیں اور تو ان پر ان کے ماں باپ سے زیادہ شفیق ہے، میں تیری
اسی شفقت کا واسطہ دیکر دعا کرتی ہوں کہ میرے بعد یہ میری آرزوؤں اور تمناؤں کو
رسوا کرنے والے نہ بنیں بلکہ میری روح کی تازگی کا باعث بنیں، میری آنکھیں
ان سے ٹھنڈی ہوں اور دل ان کے نیک کاموں سے باغ باغ ہو۔ اے اللہ
میں ان کو صرف تیری حفاظت میں کرتی ہوں تو ان کا نگہبان ہے اور پالن ہار۔

اور پھر اس نیک اطوار ماں کی آواز رُندھ گئی، ادھر قریب محلہ کی مسجد سے
خوش الحان مؤذن کی آواز سُنائی دی اللہُ اکبر اللہُ اکبر اور میری
زبان سے بے ساختہ نکلا

مؤذن مرحبا بر وقت بولا
تری آواز مکّے اور مدینے

سائرہ پروین

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے اقوال

(۱) تعجب ہے اس پر کہ جو موت کو جانتا ہے اور پھر ہنستا ہے۔
(۲) تعجب ہے اس پر کہ جو دنیا کو فانی جانتا ہے اور پھر اس سے محبت کرتا ہے۔
(۳) تعجب ہے اس پر جو تقدیر کو برحق جانتا ہو اور جانیوالی چیز پر غم کرتا ہے۔
(۴) تعجب ہے اس پر جو دوزخ کو مانتا ہے اور گناہ کرتا ہے۔
(۵) تعجب ہے اس پر جو حساب کتاب پر یقین رکھتا ہو اور پھر مال جمع کرتا ہے۔
(۶) تعجب ہے اس پر جو شیطان کو جانتا ہو اور پھر اسکی اطاعت کرتا ہو۔
(۷) تعجب ہو اس پر جو خدا پر ایمان رکھتا ہے اور دوسروں سے مانگتا ہے
(۸) جنت کے اندر رونا عجیب ہے اور دنیا میں ہنسنا اس سے بھی زیادہ
عجیب ہے۔
(۹) وہ عالم ضائع ہے جس سے علم کا نفع نہ ہو۔ وہ مال ضائع ہے جو
راہِ خدا میں صرف نہ ہو، وہ تلوار ضائع ہے جس سے جنگ نہ ہو
وہ علم ضائع ہے جس پر عمل نہ ہو، اور وہ مسجد ضائع ہے
جس میں نماز نہ ہو۔
(۱۰) جس نے دنیا کو جس قدر پہچانا اسی قدر اس سے بیزار ہوا۔
(۱۱) فقیر کا ایک پیسہ صدقہ کرنا امیر کے لاکھ روپئے سے بڑھ کر ہے۔
(۱۲) دوسروں کا بوجھ اُٹھانا عابدوں کی عبادت سے بڑھ کر ہے۔

خضر حسین کوہاٹی

میری لختِ جگر

مری بشریٰ مری آرام جاں نورِ نظر بیٹی
مری روح رواں بیٹی مری لختِ جگر بیٹی
مرے گھر سے تمہیں سسرال کے گھر آج جانا ہے
وہی گھر اب تمہارا ہے اسی گھر کو بسانا ہے
تمہیں شوہر کی خدمت اور اطاعت خوب کرنا ہے
اسی میں تم کو جینا ہے اسی میں تم کو مرنا ہے
تمہارا حافظ و ناصر خدائے دو جہاں ہوگا
تمہیں حاصل سکون و امن و لطفِ جاوداں ہوگا
نہ بیٹی تم کبھی دولت کی حرص و آرزو کرنا
نئے گھر میں ہر اک سے نرم و شیریں گفتگو کرنا
ہمیشہ دل کو استغفار سے ورد زباں رکھنا
طبیعت آیتِ لاتقنطوا سے شادماں رکھنا
مصیبت ہو کہ راحت ہو نہ گھبرانا کبھی بشریٰ
نہ دل برداشتہ ہونا نہ اکتانا کبھی بشریٰ
صلوٰۃ و صوم کی پابند رہنا اور دعا کرنا
خدا سے مانگنا ہر دم خدائے التجا کرنا
ہزاروں نعمتیں بشریٰ تمہیں وہ مہرباں بخشے
تمہیں آسودگی بخشے حیاتِ شادماں بخشے

محمد رابع ندوی

حجرہ نبوی ﷺ

حجرۂ شریف جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے دو معزز رفیق سیدنا ابوبکر صدیقؓ اور سیدنا عمر فاروقؓ آرام فرما ہیں۔ مسجد نبوی میں قبلہ جانب بائیں حصہ میں روضۂ جنت سے متصلاً بائیں جانب ہے، یہ زرد رنگ کا اور پیتل کا بنا ہوا ہے اور اس کے قبلہ رُخ اور بائیں جانب مسجد نبوی کے دالان ہیں، البتہ شمالی جانب ایک اور حجرہ ہے جو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا حجرہ کہا جاتا ہے۔

حجرۂ نبوی شریف کی لمبائی ۵۳ ½ فٹ اور چوڑائی ۵۰ فٹ ہے اور اس کے اوپر چار گنبد ہیں جن پر ایک سبز گنبد بنا ہوا ہے جو پوری مسجد نبوی کے اوپر سب سے ممتاز اور نمایاں گنبد معلوم ہوتا ہے۔ حجرہ شریف کی سب سے پہلی تعمیر حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے کروائی تھی، بعد میں بعض دشمنوں سے اس کا خطرہ ہوا تھا کہ وہ سُرنگ کر کے قبر مبارک تک پہنچنے کی کوشش کریں گے۔ لہٰذا قبر شریف کے چاروں جانب گہرائی تک سیسے کی دیواریں گلادی گئی ہیں۔ حجرہ شریف کے چار دروازے ہیں، مغرب میں باب الوفود۔ جنوب میں باب التوبہ، یہ قبلہ رُخ ہے اور اس کے سامنے کھڑے ہو کر سلام عرض کیا جاتا ہے۔ شمال میں باب التہجد اور مشرق میں باب فاطمہ۔

یہ حجرہ شریف اصل میں ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا مکان تھا اور اسی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی، اس حجرہ کو آپ کی آرامگاہ کے طور پر اس لئے اختیار کیا گیا کہ آپ نے فرمایا تھا کہ انبیاء جن جگہوں پر وفات پاتے ہیں وہیں ان کی تدفین عمل میں آتی ہے۔ آپ کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنی وفات سے قبل وصیت کی تھی کہ ان کو وفات کے بعد حضور صلی اللہ علیہ کے پڑوس میں جگہ دی جائے، جگہ بھی ان کی صاحبزادی کی تھی لہٰذا ان کی آرام گاہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب اسی حجرہ میں بنائی گئی، ان کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وفات سے ذرا پہلے اپنے صاحبزادے کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس اسی حجرے میں تدفین کی اجازت لینے کے لئے بھیجا اور یہ کہا کہ اگر وہ اجازت دیں تو وہاں ورنہ عامۃ المسلمین کے قبرستان میں تدفین کرنا۔ حضرت عائشہؓ نے ان کے صاحبزادے سے فرمایا کہ یہ جگہ میں نے اپنے لئے رکھی تھی لیکن اب میں عمرؓ کو ترجیح دیتی ہوں لہٰذا اس جگہ جو اس کمرے میں آخری باقی بچی تھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تدفین عمل میں آئی اور ام المومنین حضرت عائشہؓ نے اپنی وفات کے بعد جنت البقیع میں امہات المومنین کے ساتھ جگہ پائی۔

حجرۂ مبارکہ کے قبلہ رخ کھڑے ہونے والے کے مواجہ میں سب سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور آپ کے ذرا پیچھے پیتانے ہٹ کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور ان کے پیچھے اور ذرا پیتانے ہٹ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ، لہٰذا سامنے سے گزرنے والے کو پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مواجہ شریف، پھر حضرت ابوبکرؓ کا، پھر حضرت عمرؓ کا مواجہ ملتا ہے۔ ہر مواجہ کے سامنے کی جالی میں علامت کے طور پر ایک حلقہ بنا ہوا ہے سلام پڑھنے والا، ہر مواجہ پر سلام پڑھتا ہوا پیتانے کے دالان سے نکل جاتا ہے۔

حمیّت نام ہے جس کا.....

(۱)

اُس رزق سے موت اچھی:

ایک صاحب بیان کر رہے تھے کہ انھیں ایک ایسے ہوٹل میں جانے کا اتفاق ہوا، جس کے مالک ایک ادھیڑ عمر کے بزرگ تھے، جن کی سنجیدہ وضع قطع سے یہ ظاہر ہوتا تھا کہ وہ مغربی زندگی کی چھوت سے محفوظ ہیں لیکن ہوٹل کے در و دیوار کو قلم ایکٹرسوں کی عریاں اور فحش تصاویر سے اس طرح سجایا گیا تھا کہ اس تأثر کی نفی ہوتی تھی۔

ہوٹل کے مالک صاحب جس جگہ تشریف رکھتے تھے اس کے عین سامنے کسی فرنگی عورت کی قریب قریب بالکل برہنہ اور ناقابل برداشت حد تک گھناؤنی تصویر آویزاں تھی، ان صاحب کی طبیعت اس ذلیل تصویر کو دیکھ کر کچھ ایسی مکدر ہوئی کہ اُن سے نہ رہا گیا۔ چنانچہ انھوں نے ہمت کر کے ہوٹل کے مالک سے پوچھ ہی لیا کہ اس "سلم ہوٹل" میں آپ کو ایسی فحش تصویر آویزاں کرنے کی آخر کیا مجبوری ہے؟

ہوٹل کے مالک نے اپنے اس فعل کے جواز میں بہت کچھ کہنے کی کوشش کی ثقافت و تہذیب کا تقاضا قرار دیا، زمانے کی خرابی سے لوگوں کے مذاق بگڑ جانے کو سبب قرار دیا اور سو بات کی ایک بات یہ کہی کہ اگر ہوٹل نہ سجائیں تو چلے کیسے؟

مغرب کی اندھی تقلید اور مادہ پرستی نے مسلمان کو غیرت و حمیت سے

آج کتنا عاری بنا دیا ہے کہ وہ حصول دولت کے لئے پست سے پست حرکت
کرنے میں بھی شرم محسوس نہیں کرتا، اگر غور سے دیکھا جائے تو دولت کمانے کا
یہی وہ جذبہ ہے جو بالآخر دیوثی پر منتج ہوتا ہے۔

اے طائرِ لاہوتی اس رزق سے موت اچھی

گزشتہ دنوں ایک صاحب نے ایک زنانہ کالج کے پرنسپل سے شکایت کی
کہ اُن کے کالج میں رقص و سرود کا جو انتظام کیا گیا ہے اس پر ان کو اعتراض ہے
موصوف نے پہلے تو انھیں یہ جواب دیا کہ آپ حضرات کب تک بسم اللہ کے گنبد میں بیٹھے
رہینگے زمانہ بہت بدل گیا ہے، اگر آپ نے لڑکیوں کو ناچ گانا نہ سکھایا تو کل کا
سی۔ ایس۔ پی افسر انھیں اپنی بیوی کی حیثیت سے قبول نہیں کرے گا۔
جب یہ صاحب اس استدلال سے قائل نہیں ہوئے تو محترم نے دوسری دلیل
یہ دی کہ میں خود اس طرح کی باتیں پسند نہیں کرتی لیکن کیا کروں والدین مجبور کرتے ہیں
جب اُن سے کہا گیا کہ ان کے والدین کا تناسب کیا ہے تو وہ اسکا تسلی بخش جواب دے سکیں۔
(ایشیا)

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کی دو اہم کتابیں

ہندوستان کی مسلمان

ہندوستان کی تاریخ میں مسلمانوں کا کردار، ان کے شہرۂ آفاق علمی و تعمیری کارنامے، زندگی و تمدن پر گہری چھاپ، جنگ آزادی قیادت و رہنمائی، ان کے موجودہ مسائل، یہ کتاب درحقیقت سیکڑوں کتابوں کا مجموعہ ہے۔ مجلد سہ رنگا گرد پوش۔ قیمت تین روپیہ پچاس نئے پیسے

اسلام اینڈ دی ورلڈ

(انگریزی) ترجمہ ڈاکٹر آصف قدوائی
مشہور کتاب انسانی دنیا پر مسلمانوں کے عروج و زوال کی چودہ سو سالہ تاریخ۔ قیمت چار روپیہ

ملنے کا پتہ:- مکتبۂ اسلام، ۳۷، گوش روڈ، لکھنؤ

ذائقہ

سویّوں کی برفی :—

سویّاں ایک پاؤ، چینی پانچ چھٹانک، گھی ایک چھٹانک، کشمش، پستہ، بادام وغیرہ ایک چھٹانک، عرق کیوڑہ، زعفران، حسب خواہش
بادام وغیرہ تراش لیں اور زعفران تھوڑے سے پانی میں حل کرلیں، اس کے بعد
سویاں گھی میں ڈال کر دھیمی آنچ سے سُرخ کرلیں، پھر چینی کا قوام تین تار کا
تیار کرکے میوہ اور زعفران اور قوام سویوں میں ڈال دیں اس کے بعد چولھے پر
چڑھا کر ہلاتی جائیں۔ جب پانی سوکھ جائے اور گھی نکل آئے تو کسی پرات
میں ڈھال کر میوہ چھڑک دیں اور چاندی کا ورق لگا کر جما دیں، تھوڑی
دیر کے بعد برفی کاٹ لیں، نہایت لذیذ ہوگی۔

ڈبل روٹی کی پڈنگ :—

ڈبل روٹی چھوٹی ایک عدد، اس کے ٹوسٹ کاٹ کر گھی میں تل لیں
جب اچھی طرح تل لیں تو ایک برتن میں رکھ کر اوپر دودھ ڈالتی جائیں
تاکہ ٹوسٹ سخت نہ ہوجائیں، پھر دودھ کا کسٹرڈ پوڈر یا انڈے ڈال کر کسٹرڈ
ٹوسٹ کے اوپر ڈال دیں۔ اس طریقہ سے ڈالیں کہ ٹوسٹ سب بھیگ
جائیں، پھر اس پر پستہ اور بادام کاٹ کر ڈال دیں اور جیلی بنا کر اس پر
ڈال دیں۔ برف میں رکھیں، ٹھنڈا ہونے پر کھائیں۔

بتیسہ :-

پاؤ بھر روا، آدھ پاؤ گھی میں خوب بھون کر اور سُرخ کرکے الگ رکھئے، پھر ڈیڑھ سیر کھانڈ کی چاشنی، شہد کی طرح گاڑھی اور تین تار کی کرکے کسی چکلے بالوہے کے طشت میں پھیلا دیجئے، بُھنا ہوا روا عین بیچ میں رکھ کر چاشنی کی ٹکیہ چاروں طرف سے اکٹھی کرکے گول گول کر لیجئے اور روے کو اچھی طرح ملا کر بیلن سے بیل کر روٹی سی بنا دیجئے، سوکھ کر بسکٹ کی طرح ہو جائے گا، اگر خستہ اور پرت دار مطلوب ہو تو بیلی ہوئی روٹی کو ایک کنارے سے چٹکی میں تھام کر دو چار مرتبہ پنکھے کی طرح ہلا دیجئے، اسکی پرتیں کھل جائیں گی مگر خستہ بتیسہ کے واسطے کھانڈ کی چاشنی میں گھی میں ڈالا جائے۔ سیر بھر چاشنی میں آدھ پاؤ گھی کافی ہے۔

بالائی پڈنگ :-

بالائی پاؤ بھر، انڈے بارہ عدد، قند حسب ذائقہ، کشمش آدھ پاؤ۔ پہلے بالائی میں انڈے مع زردی سفیدی ڈال دیجئے۔ شکر ڈال کر بیس منٹ تک پھیٹنا چاہیئے، جب سب مل جائے تو اس کو ایک پیالہ میں رکھنا چاہیئے، ایک پتیلی میں آدھی پتیلی پانی رکھ کر پڈنگ کے پیالہ کو پانی کی پتیلی میں رکھنا چاہیئے، ڈھکنے سے بند کر دینا چاہیئے اب اس کو چولھے پر چڑھا دیجئے جب پڈنگ بالکل جم جائے بس نکال لیجیے اور نوش فرمائیے۔

بشکریہ "بتول" لاہور

جغرافیہ ممالک اسلامیہ

حصّہ اوّل

(از مولانا سیّد محمد رابع ندوی)

مولانا سید محمد رابع ندوی نے ایک تاریخ کا سلسلہ جغرافیہ ممالک اسلامیہ کے نام سے شروع کیا ہے جس کا پہلا حصہ جزیرۃ العرب کے نام سے چھپ چکا ہے۔ اس کے متعلق مقدمہ میں مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی فرماتے ہیں۔

"پڑھے لکھے اور صاحب ذوق مسلمانوں کیلئے عام طور پر اور مدارس عربیہ کے طلباء اور فضلاء کے لئے عالم اسلام اور جزیرۃ العرب کے جغرافیہ پر ایک ایسی کتاب کی ضرورت تھی جو محض خشک اور جغرافیہ کی اصطلاحی کتاب نہ ہو بلکہ اس میں سیرت و تاریخ اور عربی ادب اور اہل عرب کے کلام کو پیش نظر رکھا جائے اور اسمیں قدیم و جدید مآخذ سے اور تازہ ترین استفادات سے بھی استفادہ کیا جائے خدا کا شکر ہے کہ ہمارے عزیز مولوی سید محمد رابع حسنی ندوی نے ضرورت کو بڑی حد تک پورا کیا ہے وہ دارالعلوم ندوۃ العلماء میں ادب عربی کے اُستاد ہیں اور عالم اسلام اور جزیرۃ العرب کے جغرافیہ سے ان کو طبعی ذوق ہے۔ حجاز میں ایک سال سے زائد قیام کر چکے ہیں۔ عراق اور خلیج فارس کی متعدد ریاستوں اور علاقوں کا سفر کر چکے ہیں، تازہ عربی رسائل و مطبوعات کا مطالعہ کرتے رہتے ہیں اور انگریزی سے بھی واقف ہیں اس لئے وہ اس کام کیلئے بہت موزوں تھے اور کتاب دیکھ کر اندازہ ہوا کہ انھوں نے اپنی مناسبت اور صلاحیت کا توقع سے زیادہ ثبوت دیا" از مقدمہ مولانا سید ابوالحسن علی ندوی